1601 Connecticut Ave NW, Suite 200
Washington, DC 20009-1035 USA
(+1) 202 265 4300 (+1) 202 232 6718 fax
search@sfcg.org www.sfcg.org

Search for Common Ground

Rue Belliard 205 bte 13
B-1040 Brussels, Belgium
(+32) 2 736 7262 (+32) 2 732 3033 fax
brussels@sfcg.be www.sfcg.org

رہنما کتابچہ

کامن گراونڈ میڈیا ٹریننگ

تیار کر دہ
سرچ فار کامن گراونڈ
پروگرام برائے تعمیری اور فعال مسلم مغربی تعلقات،

"انسانیت میں شریک کار"

اکتوبر، ۲۰۰۸

یہ رہنما کتابچہ تربیت کاروں اور ان معاونین کے لیے ترتیب دیا گیا ہے جو کامن گراونڈ میڈیا ورکشاپس کی میزبانی کر تے ہیں ۔ اس کا مقصد صحافیوں کو تنازعات کی رپورٹنگ کے حوالے سے سوچ بچار کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ میڈیا پروفیشنلز کو رپورٹنگ کے مختلف ماڈلز، طریقہ کار اور تکنیک پیش کرنے کے علاوہ اس ورکشاپ کا مقصد کامن گراوںڈ میڈیا کے انداز کار کو بھی متعارف کروانا ہے، جس سے نہ صرف تنازعات کے فریقین کے مابین موجود اختلافات کی آگاہی حاصل کی جا سکتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تعمیری تعاون کے مواقعوں کو بھی نظر میں رکھا جا سکتا ہے۔

اس کتابچہ کے مندرجات اور مآخذ کو "سرچ فار کامن گراونڈ" کے عملے اور تربیت کاروں نے بہت سی تربیتی ورکشاپس کے دوران ترتیب دیا اور اس کا استعمال بھی کیا ہے۔ اسے شرکاء کی آراء، فیڈ بیک اور تجربات کو مد نظر رکھ کر مسلسل کاوشوں کے بعد مرتب کیا گیا ہے۔

اس کتابچے کا مقصد ان ماہرین ، تربیت کاروں، ورکشاپ کے منتظمین، معاونین اور میزبانوں کی مدد کرنا ہے جو سرچ فار کامن گراونڈ کی ورکشاپس میں کم از کم ایک مرتبہ شرکت کر چکے ہوں اور کامن گراونڈ میڈیا اور کامن گراونڈ فلاسفی سے آگاہی رکھتے ہوں جس کا احاطہ کرنا اس مختصر کتابچے میں ممکن نہیں۔

مندرجات

اس کتابچہ کا تعارف ---------- 2
تعارف ---------- 3
میڈیا کو درپیش چیلینجز ---------- 3
میڈیا پروفیشنلز کا کردار/ذمہ داری ---------- 4
رپورٹنگ کے انداز ---------- 5
گفتگو/مکالمہ بمقابلہ مباحثہ ---------- 8
غیر جانبدار/غیرمتعصب آواز ---------- 8
موضوع کا انتخاب اور تحقیق ---------- 12
نمائندہ افراد کا انتخاب ---------- 14
نمائندہ افراد کا کا انٹرویو ---------- 15
میڈیا ڈپلومیسی ---------- 17
الفاظ کی طاقت ---------- 18
کامن گراونڈ مآخذ ---------- 24
اختتامیہ ---------- 29
انتظامی ضروریات اور لاجسٹکس ---------- 30

اس کتابچے کا استعمال

اس کتابچے میں سرچ فار کامن گراونڈ کے زیر اہتمام منعقد کی جانے والی تین روزہ ورکشاپس کے منتظمین، معاونین اور سہولت کاروں کے لئے مفید ہینڈزآوٹ اور بحث و مباحثہ کے نکات شامل کئے گئے ہیں۔ یہ کتابچہ تمام متعلقہ ذرائع اور مآخذ کی مکمل فہرست نہیں بلکہ اس میں وہ مآخذ اور مہارتیں متعارف کرائی گئی ہیں جن کے ذریعے تربیت کار ورکشاپ کے شرکاء میں اپنے موضوع سے دلچسپی پیدا کر کے ان میں غوروفکر کی وہ صلاحیت اجاگر کر سکتے ہیں جو ان کے پیشہ ورانہ امور کی انجام دہی میں مفید ثابت ہو۔

یہ تربیت اس طرح ڈیزائن کی گئی ہے کہ:

- میڈیا کے کرداراور مواقع کے حوالے سے اپنے کام پر غوروفکر کی حوصلہ افزائی ، خصوصاً تنازعات کی رپورٹنگ کس طرح کی جائے۔
- تنازعات کے حل کے حوالے سے میڈیا کومروجہ مہارتوں اور طریقوں سے متعارف کروایا جائے تاکہ سیاسی اختلافات اور سماجی مسائل کےحوالے سے اپنی رپورٹنگ کی صلاحیت کو بہتر کر سکیں۔ اس کے علاوہ تجرباتی مشقوں اور رول پلیز کے مواقع فراہم کرنا۔
- ایک دوسرے کے تجربات سے سیکھنے اور مضبو ط تعاون ے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

ورکشاپ کے تما م اجلاس ماہر سہولت کاروں کی زیر نگرانی ہونے چاہییں یا ان کی نگرانی ایسے تجربہ کار تربیت کاروں کو کرنی چاہیے جو موثر بحث کا اہتمام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور ساتھ ساتھ سیشن کو فعال طریقے پر جاری رکھتے ہو ئے تمام شرکاء کی بحث میں شرکت کو بھی مد نظر رکھیں۔

درج ذیل تمام حصوں میں، سیاق و سباق کے حصے کا مقصد تربیت کاروں اور منتظمین کو میڈیا پروفیشنلز کے خیالات اور کردار پر اثر انداز ہونے والے چند مروجہ نظریات اور فریم ورک سے آگاہی دینا ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے، 'بحث' کے حصے میں شرکاء کی موثر رہنمائی اور شمولیت کے لیے چند سوالات دیے گئے ہیں۔ مزید براں بحث کو فعال بنانے کے لیے چند ہیڈز آوٹس بھی شامل کیے گئے ہیں۔

شرکاء کے جذبے اور دلچسپی کو جاننے اور ٹریننگ کے ایک سیشن کو دوسرے سیشن سے مربوط کرنے کے لیے ہر سیشن کے آخر میں ان سوالات کے جوابات کا خلاصہ پیش کر نا مفید ثابت ہو گا۔ یہ کوشش نتایج کو محفوظ کرنے اور ایسا مواد تیار کرنے میں مدد دیتی ہے جس کو بعد میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ شرکاء ان نکات کو گہری نظر سے دیکھتے ہیں جو ورکشاپ کے دوران سیکھے ہوتے ہیں۔ -

صلاحیت کو جانچنے اور مزید بہتر کرنے کے درج ذیل طریقے:

1. ہر دن کا آغاز گذشتہ دن کی سرگرمیوں کو دوہرا کر کریں۔شرکاء کو کہیں کہ وہ انفرادی طور پر یا گروپ کی شکل میں گذشتہ روزسیکھی گئی باتوں کی فہرست بنائیں یا بتائیں کہ اس دوران وہ کس نئی چیز سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔
2. ہر دن کے اختتام پر مشترکہ دلچسپیوں کی بنیاد پر شرکا ء کو گروپس میں تقسیم کیا جائے یا ان سے کہا جا ئے کہ وہ انفرادی طور پر ایک آرٹیکل لکھیں یا ٹی وی یا ریڈیو پروگرام کے لیے ایک بنیادی آوٹ لائن بنائیں۔ اس کا مقصد اس دن سیکھے گئے طریقوں اور مہارتوں کو عملی شکل دینا ہے تاکہ ہر دن یہ مشق ان کے کام کے معیار میں اضافہ کرے۔

باہمی تعارف:

سیاق و سباق:

تعارفی اجلاس سے شرکاء خود کو ٹریننگ کا حصہ سمجھنے لگتے اور انہیں ایک دوسرے کو جاننے میں مدد ملتی ہے۔ اس سے ورکشاپ کے منتظمین اور تربیت کاروں کوبھی شرکاء کی ورکشاپ سے وابسطہ توقعات اورانکی قابلیت کے بارے میں کسی حد تک آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

منتظمین اور تربیت کاروں کے تعارف کے بعد شرکاء کو اپنا اور اپنے کام کا تعارف پیش کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ یہ ایک موقع ہے کہ انفرادی طور پر ان سے ورکشاپ میں شرکت کا محرک سمجھا جا سکے۔

پوچھے جانے والے سوالات:

- آپکا نام کیا ہے۔ آپ کا پیشہ کیا ہے اور آپ اس ٹریننگ سے کیا سیکھنے کی توقع کرتے ہیں؟

میڈیا کو درپیش چیلینچز:

سیاق و سباق:

یہ سیشن شرکاء کو بطور میڈیا پرسن، اپنے عدم اطمینان کے اظہار کا موقع فراہم کرتا ہے (چاہے وہ چیلنجز،کم تنخواہ، جسمانی طور پر ضرر پہچانے کی دھمکیاں، سنسر شپ، کردار پر دھبہ وغیرہ سے متعلق ہوں)۔ اس سیشن میں شرکاء ان رکاوٹوں اور مشکلات کا ذکر بھی کر سکتے ہیں جو میڈیا کو درپیش ہیں، خصوصا تبدیلی کے ایک عامل کے طور پر ۔ اس طرح باقی ورکشاپ میں آسان ہو جاتا ہے کہ مشکلات سے آگے بڑھ کر ان موقع اور حالات پر بات کی جائے جن میں میڈیا کام کر سکتا ہے۔

بحث کے لیے سوالات :

- آپکے علاقے میں میڈیا کو درپیش بڑے چیلینچز کیا ہیں؟
- کیا آپ کو اور دوسرے شرکاء کو درپیش مسائل میں کوئی مماثلت ہے؟
- کیا آپ کو بطور میڈیا پرسن وہ مواقع میسر ہیں جن سے آپ اپنے علاقے میں درپیش مسائل کوحل کر سکیں؟

میڈیا پروفیشنلز کا کردار/ ذمہ داری:

سیاق و سباق:

میڈیا سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ بطور صحافی یا رپورٹر ان کا کام خبروں کی رپورٹ کرنا ہے۔ لوگوں کی آگاہی کے لیے حقائق کو غیر جانبدار اور غیر متعصبانہ طریقے سے بیان کرنا ہے۔ یہ ایک عظیم اور قابل قدرفریضہ ہے۔

تاہم جب ہم زیادہ گہرائی کے ساتھ دیکھتے ہیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ فیصلہ کہ کونسا ایشو کور کرنا ہے اور کن حقایق کو دکھانا ہے یا کس کا انٹرویو کرنا ہے وغیرہ بالآخر اپنی پسند نا پسند پہ منحصر ہوتا ہے۔ چاہے یہ فیصلے اپنی سہولت ، ترجیحات اور واقعات کے بارے میں ذاتی مفروضوں کی بنیاد پر کئے جائیں تاہم یہ واضح ہے کہ میڈیا سے تعلق رکھنے والے لوگ اکثر خود اپنے فریم ورک اور مفروضہ کردار میں محدود ہوتے ہیں۔

مزید برآں، غیر جانبدار رہنے کی کوشش کرتے ہو ئے بہت سے میڈیا پرسن/صحافی مستقبل کے بارے میں قیاس آرائی کا فیصلہ یا اپنے ناظرین پر چھوڑ دیتے ہیں یا پھر خود کوئی اندازہ قائم کرتے ہیں۔ اپنے سامعین اور ناظرین کے سوالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک رپورٹر یا صحافی اکثر اپنے اخبار یا ٹیلیویژن کی سرکولیشن اور مقبولیت میں اضافے کے لئے متنازع پہلو کو زیادہ اجاگر کرتا ہے۔

جب متنازع امور کی رپورٹنگ کا وقت آتا ہے تو عموما یہ دیکھا گیا ہے کہ اس کو انتہائی خطرناک صورتحال (worst- case scenario) کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کوئی میڈیا رپورٹ امید افزا پہلو (best-case scenario) پردیکھیں۔ پیچیدگی کو ختم یا کم کرنے، دو گروہوں کے باہمی مفادات اور متفقہ دلچسپی کو اجاگر کرنے کی بجا ئے اکثر اوقات کسی متنازع معاملے کو غیرضروری طور پر ابھارا جاتا ہے۔

بحث کے لیے سوالات :

- میڈیا پروفیشنلز کا کیا کردار/ذمہ داری ہے؟
  - مثال: بی بی سی -- تعلیم، معلومات ، تفریح
- متنازع معاملے کی رپورٹنگ کرنے والے میڈیا پروفیشنلز کا کیا کردار ہے؟
- شرکاء اپنے کام سے متعلق ایک یا دو کلیدی مسائل کی نشاندہی کریں۔ (جن کا اعادہ ورکشاپ کے مختلف اجلاسوں میں کیا جاتا رہے۔)

رپورٹنگ کے انداز

سیاق و سباق:

اپنے میڈیا سٹا ئل کا تجزیہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے مروجہ میڈیا سٹائلز کے بارے میں بھی آپ کافی معلومات رکھتے ہوں۔ ہر میڈیا سٹائل کے اپنے فائدے اور نقصان ہیں۔ اور کسی خاص تناظر میں کوئی بھی طریقہ مفید ہو سکتا ہے۔ کسی بھی سٹائل کو "غلط " یا صحیح کے انداز میں پرکھنے کی بجائے یہ دیکھیں کہ موقع کی مناسبت سے کون سا انداز زیادہ مفید ہے۔

میڈیا کی مختلف شکلیں:

امن میڈیا — معروضی میڈیا — نفرت پر مبنی میڈیا

کامن گراونڈ میڈیا — جانبدار میڈیا

بحث:

- ابتدائی مرحلے میں، اس سے پہلےکہ ہم ان اصطلاحات پربات کریں، اپنا جائزہ لیں کہ آپ اس پیمانے پر کہاں کھڑے ہیں۔
- ہرسٹائل کے بارے میں دیکھیں کہ اس کے کیا فوائد و نقصانات ہیں؟ مقامی اورغیر ملکی میڈیا کی مثال دیں کہ کون سا آوٹ لیٹ کیا انداز رکھتا ہے؟ کس وقت کون سا انداز مفید ہے اور کون سا غیر مفید ؟
- اس بحث کے بعد کیا آ پ اپنے انداز کو دوبارہ جانچیں گے اور کیا اس کے مطابق تبدیلی کریں گے؟

ہینڈ آوٹس:

شرکاء کو اپنی ریٹنگ کرنے کے لیے مختلف میڈیا سٹائلز کی فہرست دی جائے گی۔

ایک دوسرے ہینڈ آوٹ میں کامن گراوڈ میڈیا سٹائل (اوصاف اور مثالیں) کی مزید تفصیلات ہیں۔

رپورٹنگ سٹائلز ہینڈ آوٹ – میڈیا سٹائل کا پیمانہ

امن میڈیا	کامن گراونڈ میڈیا	معروضی میڈیا	جانبدار میڈیا	نفرت پر مبنی میڈیا

امن میڈیا: میڈیا کا امن پسند ایجنڈا -- تمام خبریں اورسٹوریز امن کے کارکن کے نقطہ نظر سے پیش کی جاتی ہیں جن میں جنگ اور تنازعات کے نقصانات کو فوکس کیا جاتا ہے۔

کامن گراونڈ میڈیا: رپورٹنگ میں غیر جانبدار-- فریقین کے اختلافات اور مشترکات کو تلاش کرنے والا۔ تنازعات کی وجوہات اورانکے طویل المدت حل پر نظر رکھنے والا۔

معروضی میڈیا: واقعات جس طرح وقوع پذیر ہوئے ہیں انکی اسی طرح غیر جانبدارانہ رپورٹنگ کرنا۔ پیشہ وارانہ آئیڈیل۔

جانبدار میڈیا : کسی ایک موءقف یا ایجنڈا کے دفاع کے لیے میڈیا کا استعمال – ہم بمقابلہ تم کا واضح زاویہ۔

نفرت پر مبنی میڈیا: فریقین کے درمیان اختلافات اور نفرت کو ہوا دینے کے لیے میڈ یا کا استعمال۔ ایک پارٹی میں دوسری پارٹی کے خلاف اشتعال اور نفرت پیدا کرنا۔

ہینڈ آوٹ ــ کامن گراونڈ میڈیا

ایک کامن گراونڈ کالم:

- ممکن حد تک تعمیری اور مسائل کے حل کی طرف توجہ دلانے والا ہوتا ہے اور باہمی تعاون اور تفہیم کی راہیں کھولتا ہے۔
- مشترکہ مفادات اور مقاصد کو تلاش کرتا ہے۔
- مکالمے اور تعاون کو فروغ دیتا ہے۔
- باہمی رابطے کی مثبت مثالوں کو پیش کر تا ہے۔
- مثبت خود تنقیدی کا اظہار کرتا ہے۔
- سامعین اور قارئین میں یہ امید پیدا کرتا ہے کہ معاملات کا پرامن حل بھی ممکن ہے۔
- دوسروں کو سمجھنے اور امید پیدا کرنے والے کامیاب اور مثبت انفرادی تجربوں کو سامنے لاتا ہے۔
- فریقین کے درمیان افہام و تفہیم کو فروغ دیتا ہے۔

موضوعات اور انداز فکر کی مثالیں:

- اُن افراد اور اداروں کے کام کو اجاگر کرنا جو قومی ، علاقائی اور بین الاقوامی ماحول میں بہتری کے لیے مصروف عمل ہیں۔
- معلومات اور واقعات کی امن خواہانہ تفسیر جس سے مثبت ، اعتدال اور تعقل پسند فکر فروغ پاسکے۔
- قارئین کو تنازعات کے حل کے لیے مخصوص امن پسند انہ لائحہ عمل سے متعارف کروانا۔
- قارئین کو یہ بار آور کرانا کہ کامن گراونڈ کم تر تبدیلی پر سمجھوتہ کرنے کانام نہیں بلکہ اعلی ترین نتائج کے حصول کا نام ہے۔
- سامعین و قارئین کو ایسے تعمیری مکالماتی منصوبوں کی کامیابیوں سے آگاہ کرنا جو کسی نہ کسی وجہ سے منظر عام پر نہیں آسکے۔
- مسلم مغربی تعلقات میں بہتری کے لیے قیام امن کے مسلم اور غیر مغربی ماڈلز کی تفہیم اور ادراک کا فروغ
- مقامی اور بین الاقوامی پالیسی ساز اداروں اور افراد کی حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ پالیسیوں اور لائحہ عمل میں مصالحانہ انداز اختیار کریں۔
- انسانیت کی مشترکہ اساس اور ایک دوسرے پر انحصار کی اہمیت اور ضروریات کو اجاگر کرنا۔
- منفی، گھسی پٹی اور منافرت آمیز کہانیوں اورخیالات و افکار کو رد کرنے کے لیے نزاعی معاملات پرمصالحت کارانہ زاویہ نظر کی حامل درست معلومات کا تبادلہ تاکہ غلط فہمیوں سے بچا جائے۔

گفتگو/مکالمہ بمقابلہ مباحثہ:

رپورٹنگ کے مختلف انداز اختیار کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ ان حرکیات (dynamics) کو سمجھنے کی کوشش کی جائے جو کسی میڈیا رپورٹ میں متعارف کرائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر کیا مقابلہ اور مخاصمت کی فضا بن رہی ہے؟ کیا ایک ایسی صورت حال پیدا کی جا رہی ہے جس میں صرف ایک کی جیت اور دوسرے کی ہار ہے؟ یا ایک ایسی گفتگو کی جا رہی ہے جس کا مقصد تمام فریقین کو ساتھ لیکر ایک حل تلاش کرنا ہے؟ مباحثے کی نسبت مکالمے اور گفتگو کے ذریعے مسائل کو زیادہ گہرائی سے جانچا جا سکتا ہے مگر اس کے لیے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ مباحثے سے اکثر گرم جوشی زیادہ پیدا ہو جاتی ہے لیکن اس میں کسی ایک طرف کی حمائت اور دوسرے کی مخالفت کی جاتی ہے اور پراسس آگے نہیں بڑھتا۔

بحث:

- مذاکرات اور مباحثے میں کیا فرق ہے؟
- دونوں کے مثبت اور منفی پہلو کیا ہیں؟
- مباحثے کو مکالمے یا مذاکرے میں بدلنے کے لئے کون سی میڈیا تکنیکیں (انٹرویو کے طریقے، ٹاک شوز کا انداز، آرٹیکل کا طریقہ) مفید ہو گیں؟

غیر جانبدار/غیرمتعصب آواز

سیاق و سباق:

ہر کوئی غیر جانبدار میڈیا کی بات کرتا ہے۔ لیکن اصل میں اسکا کیا مطلب ہے؟ بلاشبہ افراد بشمول میڈیا اپنی زندگی میں مختلف عوامل سے متاثر ہوتے ہیں-- مثلا ان کی پرورش و پرداخت، تعلیم، دوست احباب، ملکی سیاست بلکہ دوسری میڈیا رپورٹس بھی، ان پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس کے باوجود کچھ میڈیا ایسے ہیں جو غیر جانبدار آواز کے لیے کوشاں رہتے ہیں جبکہ دوسرے تعصب یا اپنے میڈیا آوٹ لیٹ کے حوالے سے جانبدار ہوتے ہیں۔

بحث:

- کیا میڈیا کوغیر جانبدار اورغیر متعصب آواز کے لیے کوشاں رہنا چاہیے؟
- غیر جانبداری اور غیر متعصب ہونے کا کیا مطلب/نتیجہ ہے؟
- ہینڈ آوٹس میں شامل دو مضامین (آرٹیکلز) کو دیکھتے ہوئے بتائیں کہ ان دو آرٹیکلز میں کیا فرق ہے؟ ہر ایک کا زاویہ نگاہ کیا ہے؟ کیا کوئی غیر متعصب ہے؟

ہینڈ آوٹس:

آئندہ صفحات میں دو انگریزی مضامین درج کئے گئے ہیں۔ یہ دونوں مضامین فرانس کے میموریل میوزیم کے امن میڈیا کے ڈسپلے کے لئے لکھوائے گئے تھے۔ Jack Lynch اور اس کے ساتھیوں سے اس یا میل پر رابطہ کیا جا سکتا ہے: .conflict.peace@poiesis.org مضامین اور مزید معلومات کے لئے دیکھیے: www.medicachannel.org/orginals/warandpeace.shtml

یہ ہینڈآوٹ صرف ایک مثال ہے۔ اس ہینڈ آوٹ کی بجائے ورکشاپ کے شرکاء سے براہ راست متعلق کسی مسئلے پہ لکھے گئے کئی اور آرٹیکلز بھی لیے جا سکتے ہیں۔ گوگل سرچ میں کسی بھی نیوز آئٹم یا کسی اختلافی موضوع پر معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں جن سے ان نکات کو مزید تفصیل سے سمجھا جا سکتا ہے۔

Neutrality and Impartiality Handout

Article #1

World Leaders Plead For Sanity in Mideast Meltdown

Prospects for Middle East peace lay in tatters last night after the worst day of violence in the occupied territories since trouble erupted a fortnight ago.

Two Israeli soldiers were killed by rampaging youths who broke into the police station where the soldiers were being held after straying into a Palestinian area. Viewers tuned to television news stations watched in horror as a ringleader of the lynch mob appeared at an upstairs window, his hands dripping with blood.

Israel responded with rockets fired from helicopter gunships at buildings thought to have some connection with the attack. Targets included the broadcasting center of Palestinian television, blamed for inciting local youths to riot, and the Gaza headquarters of Yasser Arafat, accused by Israel of failing to bring his people under control.

U.S. President Bill Clinton, watching the diplomatic prize of his term in office slipping away, appealed for calm. "While I understand the anguish the Palestinians feel over the losses they have suffered, there can be no possible justification for mob violence," he said. "I call on both sides to undertake a cease fire immediately and immediately to condemn all acts of violence."

Secretary of State Madeleine Albright earlier called upon "the entire international community to join the United States in urging Chairman Arafat to take the steps necessary to bring this senseless and destructive cycle of fighting to an end." U.N. Secretary-General Kofi Annan called the lynching and mutilation of the Israeli soldiers' bodies "a chilling act."

The soldiers, both reservists called up to active service in the last few days, had driven their armored vehicle into part of the Arab-dominated West Bank town of Ramallah — whether by accident or design was last night unclear. Palestinian police arrested them and locked them in the cells as a 300-strong crowd, maddened with pent-up rage, gathered outside.

As the mob surged forward, guards reportedly offered little or no resistance. Then the crowd, who included several dozen waiting newsmen as well as rioters who'd stormed the police station, heard two shots ring out.

The two dead bodies were pitched over the balcony to the street below, where youths beat them with scaffolding poles and dragged them through the streets. Young men and women in western clothes cheered and clapped, smiling at the orgy of violence.

The gruesome spectacle of blood on Arab hands provoked Israel into her most forceful retaliation in 14 days of conflict, which has now left 89 people, mostly Palestinians, dead.

Targets for precision strikes ranged from the police station where the atrocity took place to three rubber patrol boats of the Palestinian Navy, moored in Gaza marina. Israeli tanks later circled Palestinian cities and the army clamped an internal closure on the areas, preventing Arabs from leaving their communities.

A smiling, defiant Mr. Arafat was cheered by hundreds of Palestinians as he toured sites hit by Israeli rockets and visited the wounded at a Gaza hospital.

"Our people don't care and don't hesitate to continue their march to Jerusalem, their capital of the independent Palestinian state," he said, adding that the Israeli actions were tantamount to "a declaration of war." tantamount to "a declaration of war."

Israeli Prime Minister Ehud Barak dismissed the claim as "nonsense, bullshit and propaganda." Interviewed by CNN correspondent Christiane Amanpour, the former general added ominously: "It doesn't amount to anything. It was not one in millions in what we can do if we are really in war." Israeli military spokesmen later added that their operations were designed to eliminate terrorism.

Many in the region described yesterday's chaos as a nail in the coffin of the peace process in which Israel, the Palestinians and the United States have invested so much over the last seven

years. The Palestinian authorities responded by freeing 31 jailed militants from the extremist group Hamas, whose spiritual leader, Sheikh Ahmed Yassin, warned Israel she would pay "a heavy price" for the rocket attacks on Arab soil.

The releases contravened the terms of the 1993 Oslo Accords and subsequent Wye River Agreement, under which the Palestinians are responsible for ensuring Israel's security and for clamping down on terror campaigns being plotted and carried out from within their autonomous areas.

Some analysts believe Mr. Arafat needed a fight with Israel to shore up his wavering authority among his own people. At the Camp David talks earlier this year, Mr. Barak offered unprecedented concessions by an Israeli leader, including some disputed parts of East Jerusalem. But the two leaders' positions ultimately proved irreconcilable, with neither willing to cede control over holy sites in the Old City.

Now, such talk seems to belong to a distant dreamland. In the here and now, the ancient hatreds that divide Arabs and Jews speak more loudly than any rhetoric of peace. Yesterday's madness has all but drowned out the hopeful mood music of those few short weeks ago.

Article #2
"Peace — Now More Than Ever," Say Arabs And Jews As Death Toll Inches Up

Middle East peace campaigners redoubled their calls for dialogue last night after violence in the occupied territories caused widespread destruction to property and claimed two more lives, bringing to 89 the number of people killed in the present round of troubles.

In Ramallah, Palestinian police intervened to try to save two Israeli soldiers, who'd driven their car into the West Bank town in an apparent blunder, from being dragged out and seized by locals angry over recent violence and living conditions under the U.S.-brokered Oslo "peace process."

But when a 300-strong crowd converged on the town's dilapidated police station, where the Israelis were taken for their own protection, officers were overwhelmed and could not prevent the pair from being shot and killed.

By this stage, international news crews, in Ramallah to cover the funeral of a Palestinian shot by Israeli soldiers, had been alerted to the standoff by local activists and converged on the police station. They were treated to a gruesome spectacle.

First, two shots rang out from within, then, shortly afterward, a young man appeared at the window with blood smeared on his hands. The soldiers' bodies were tipped over the balcony to the street below, where they were beaten with scaffolding poles to cheers from some onlookers.

The scenes caused anger and frustration in Israel, where they were repeatedly shown on television news bulletins. But Uri Avneri, a founder of the Peace Movement, said the media had failed to prompt Israelis to reflect on their treatment of the Palestinians, instead presenting events in such a way as to instill "total contempt for the other side."

He predicted that calls for a hard-line approach would be short-lived and replaced by a strengthened resolve to make genuine peace, something opinion polls suggest is still favored by most Israeli voters.
Three hours after the killings at Ramallah, Israeli helicopter gunships launched rocket attacks on targets including the police station itself, the broadcasting center of Palestinian television, which Israel blames for inciting riots with emotive reporting, and Yasser Arafat's headquarters in Gaza City. No one was killed in the attacks after Israel issued specific warnings of intended targets.

But for many Palestinians the action underlined the arbitrariness and impunity of the occupying forces in territory Israel first gained in the 1967 war. Negotiations in the seven years of the Oslo process have concentrated on the proportion of land to be "given back," in spite of U.N. resolutions that declared the occupation illegal and called on Israel to withdraw forthwith.

Troops closed off entire Arab communities yesterday, a frequent occurrence, which adds to the unpredictability of everyday life for Palestinians. An army checkpoint just south of Bethlehem obliged Ibrahim Issan to scramble over a nearby hill to reach his office at the Hope Flowers school, which places peace and coexistence at the heart of the curriculum.

When movement between areas is possible, Israeli volunteers teach Hebrew, science, English and computer skills to local children; in return, they learn Arabic and Palestinian culture. Mr. Issan founded the school to help overcome negative perceptions as a contribution to peace from the grassroots: "We have a lot of fanatics, but my dream is for Muslims, Jews and Christians to live together. It will not happen without hard work."

Classes were abandoned for the day only after soldiers refused to allow a water carrier to get through. Water is not piped to this part of the West Bank, another frustration underpinning the conflict. The writer Norman Finkelstein estimates that for every liter of water available to a Palestinian in the territories, an Israeli settler consumes 876 liters.

Some analysts believe fears and grievances over so basic a need as water prove the conflict must be seen — and peace sought — in a wider Middle East context. Israel's chief stated concern is invariably "security" — neighbored as she is by countries that still deny her right to exist. The kidnapping of three Israeli soldiers at the weekend by Hezbollah has fed these concerns. Syria supports the Lebanese guerrilla group and wants the Golan Heights, more territory Israel annexed by force in 1967, to be returned. Negotiations brokered by the United States foundered earlier this year.

The Golan forms the eastern shore of the Sea of Galilee, the "Kinneret" that supplies much of Israel's water; downstream lie the occupied territories, which rely on whatever is left to flow further south in the River Jordan. If Israel is to be relieved of pressure from Hezbollah, she may have to return the Golan to Syria on terms that provide for some sharing of access to water from the Sea.

Syrians in turn are nervous about their water, most of which comes presently from the Euphrates. Upstream, Turkey is now building a massive dam, flouting international law, which could reduce the Euphrates to a trickle. Besides providing irrigation, the Ilisu Dam would inundate areas where Kurdish separatism has flourished, an issue affecting other countries with Kurdish minorities including Iraq and Iran. minorities including Iraq and Iran.

Johan Galtung, director of the TRANSCEND international peace network, called yesterday for a Conference for Security and Cooperation in the Middle East, to consider all parties and all their issues together, with recognition on all sides of Israel's right to exist and of the Palestinians' right to be represented by their own independent state.

Note: These pieces were commissioned from Jake Lynch by the Memorial Museum in Caen, France, for a display on Peace Journalism. Contact Jake Lynch and his colleagues at conflict.peace@poiesis.org. The articles and more information can be found on; http://www.mediachannel.org/originals/warandpeace.shtml

موضوع کا انتخاب اور تحقیق

بہت سے ماہر میڈیا پروفیشنلز یا ماہرین ابلاغ کے لیے کسی خاص موضوع کو جانچنا اور ریسرچ فطرت ثانیہ بن چکا ہے۔ یہ بات انتہایی قابل غورہے کہ اس پورے عمل کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے کہ کسی فرد کے اپنا ئے گئے خاص طریقہ کار کو کس چیز نے متاثر کیا ہے۔

جب بھی کوئی میڈیا پروفیشنل کسی نئے موضوع کی طرف بڑھتا ہے یا کسی پرانے موضوع میں نئ جہت تلاش کرتا ہے تو اس میں کچھ خاص عوامل کار فرما ہوتے ہیں۔

- سٹیک ہولڈر کون ہیں؟
- ان کے موقف اور مفادات کیا کیا ہیں؟
- یہ تحریر/پروگرام کون سا زاویہ اختیار کرے گی/گا؟
- کیا حقائق و شواہد موجود ہیں؟
- آپ کو کس کا انٹرویو کرنا ہے؟

ان معلومات کا احاطہ کرنے اور ان میں موجود خلا کی نشاندہی کرنے کے لئے مناسب ہو گا سٹیک ہولڈرز کے بارے میں ایک نقشہ ترتیب دے لیا جائے۔

ورکشاپ کے دوران کسی بریکنگ نیوز کو بطور کیس مثال لینا بھی مفید ہوسکتا ہے۔

نکات:

- کون سے افراد اور گروہ کا اس معاملے سے تعلق ہے؟
- اس معاملے میں ان کے موقف کیا ہیں؟
- اس موقف پر کون سے مفادات اثر انداز ہوتے ہیں؟ ان مطالبات کے پیچھے کون سے اقدار، خواشات یا ضروریات ہیں جو کہ ان کے موقف پر اثر انداز ہو تی ہیں؟
- آپ ان کے مفادات کو کیسے جان سکتے ہیں؟ کون سے سوالات ہیں جو ان سے پوچھے جا سکتے ہیں؟ اس کے لئے کیا ریسرچ کی جا سکتی ہے؟

ہینڈ آوٹ:

مندرجہ ذیل ہینڈ آوٹ اس مرحلے کو سر انجام دینے کے لئے اپنے خیالات کو منظم کرنے اور مختلف تفاصیل طے کرنے میں معاون ہو سکتا ہے۔ یہ انفرادی طور پر یا گروپس میں کیا جا سکتا ہے۔

سٹیک ہولڈرز کے مفاد کو ماپنا -- ہینڈ آوٹ

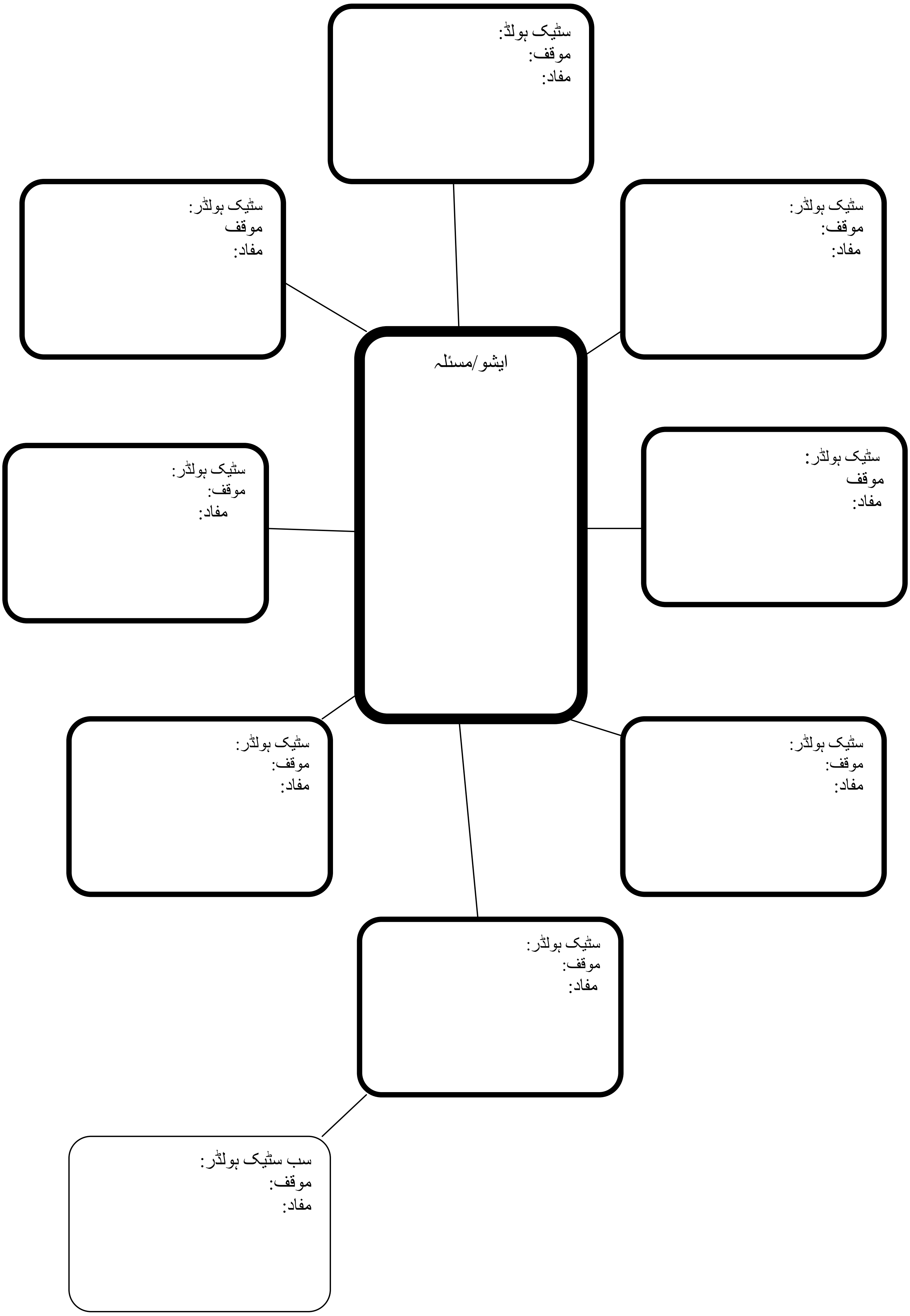

نما ئندہ افراد کا انتخاب:

کسی خاص تنازعہ سے وابستہ ان تمام لوگوں کا انٹرویو کرنا جن کا اس تنازعہ کے حوالے سے کو ئی خاص نقطہ نظر یا موقف ہو، ممکن نہیں ہے۔

کسی مہمان یا انٹرویو کیے جانے والے افراد کا انتخاب کیسے کیا جائے جبکہ اس پہلو سے وابستہ نہ صرف تمام فریقین کے مفادات کو مدنظر رکھا جانا ضروری ہے بلکہ ان لوگوں کا بھی خیال کیا جانا چاہیے جن کا موقف یا توکم سنا گیا ہے یا بالکل نہیں سنا گیا!

نکات:

- کس کو بطور مہمان یا انٹرویو کے لئے بلائیں گے؟
- جو موجود نہیں ان کی نمائندگی کیسے ہو گی؟
- کیاآپ کسی انتہائی رائے رکھنے والے کو ہی بلاتے ہیں یا اکثریت کے نمائندوں کو؟
- کیا آپ بالکل مختلف رائے رکھنے والوں کواکٹھا بلاتے ہیں؟
- دانشوروں اور اہل علم کا اس میں کیا کردار ہے؟
- آپ کسی کے بارے میں کیسے جانتے ہیں کہ وہ نمائندہ ہے؟

نمائندہ افراد کا انٹرویو:

سیاق و سباق:

کسی بھی مسئلہ سے متعلق لوگوں کےموقف اور مفادات کا صرف اندازہ لگانا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ ایک اچھا انٹرویو کرنے والا وہ ہے کہ جو یہ سب کچھ بھلا دے جو وہ سمجھتا ہے کہ وہ جانتا ہے اور فریقین کے اصل مفادات جاننے کی کوشش کرے۔

مفادات کو جاننے کے معروف طریقے یہ ہیں مثلا چلتے پھرتے عام لوگوں کے سٹریٹ انٹرویو کر لئے جائیں، اسی طرح سروے، اعداد وشمار، اخبارات ، انٹرنیٹ ریسرچ ، آرکائیوز، کتب ، مورخ، ٹاک شوز کے دوران ٹیلی فون کالز لینا، وغیرہ۔ ریسرچ کے مرحلے میں، انٹرویو کیے جانے والے فرد کی اہمیت کم کیے بغیر زیادہ سے زیادہ معلومات کا حصول مدنظر رکھا جاتا ہے۔

زیادہ موثر سوالات ممکنہ حد تک وہ (open ended) سوالات ہیں جن کے جوابات مخصوص یا پہلے سے سوچے سمجھے نہ ہوں۔ بہ نسبت ان سوالوں کے جن کے جوابات پہلے سے تیار کردہ لسٹ میں سے منتخب کے لئے جاتے ہیں۔

اس سیشن میں جن تیکنیکوں پر بات کی جا سکتی ہے: کھلے اور بند سوالات، سننے کی مہارتیں (موثر طور پر کیسے سنا جائے اور سوالوں کو آسانی کے لئے کیسے دہرایا جائے)، اعادہ اور خلاصہ بیان کرنا، انصاف (سب مہمانوں کو مساوی وقت اور جگہ دی جائے)، ٹاک شوز کے دوران موضوع پر گرفت برقرار رکھنا، ماڈریٹر یا انٹرویو کرنے والے کے ایجنڈے کی اہمیت، ماڈریٹر کا رویہ اور لب و لہجہ۔

انٹرویو یا ٹاک شو پر کنٹرول برقرار رکھنے کے لئے کچھ تیکنیکیں استعمال کی جاتیں ہیں جیسے شرکا ء کو دھیما اورآہستہ بولنے کی تلقین کرنا۔ موضوع پر رہنے اور جہاں ضرورت ہو مداخلت کرنے کے لیے درج ذیل جملوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے:

"برائے مہربانی مجھے مداخلت کی اجازت دیں۔"
"آپ کا بہت بہت شکریہ مگر میں چاہوں گا کہ آپ اس موضوع پہ روشنی ڈالیں۔"
"اس نکتہ کو سمجھنے میں میری مدد کریں۔"
شو سے پہلے پروگرام کے مقصد اور فارمیٹ سے شرکاء کو آگاہ کرنا۔
اہم جملوں کو دہرانا اور خلاصہ پیش کرنا۔
تعارف کے دوران قواعد و ضوابط بنانا جیسے: "تعارف کے لیے میں اپنے مہمانوں کو پانچ منٹ دوں گا اس کے بعد ہم موضوع کی طرف آئیں گے"۔
اور مہمانوں کو اپنا شریک کار سمجھیں، اعتبار پیدا کریں اور مہمانوں کو غصہ نہ دلائیں۔

بحث:

- مفادات معلوم کرنے کے لیے آپ کونسی تکنیک استعمال کر سکتے ہیں۔
- مندرجہ بالا کی روشنی میں آ پ کون کون سے سوالات پوچھ سکتے ہیں۔
- براہ راست نشریات کے دوران کون سی تکنیک کا استعمال کیا جائے کہ تمام مہمانوں کو برابر وقت اور موقع فراہم کیا جائے اور صورتحال کو کنٹرول میں رکھا جائے۔
- اختلافات کی صورت میں آپ کیا کریں گے؟
- میزبان/ ماڈریٹر کا کیا کردار ہو گا؟

ہینڈ آوٹ:

یہ ہینڈ آوٹ انٹرویو لینے اور دینے والوں کو رہنمائی فراہم کرے گا۔ جب بحث کے دوران چند سوالات تیار کر لئےجائیں تو بہتر ہو گا کہ گروپ بنالیے جائیں۔ جن میں ایک شخص سوال کرے اور دوسرا جواب دے۔ جبکہ تیسرا اسکا خلاصہ پیش کرے۔

جملہ دہرانے(paraphrasing) کے ذریعے شرکاء کے مفادات کو سمجھنا

ہینڈ آوٹ

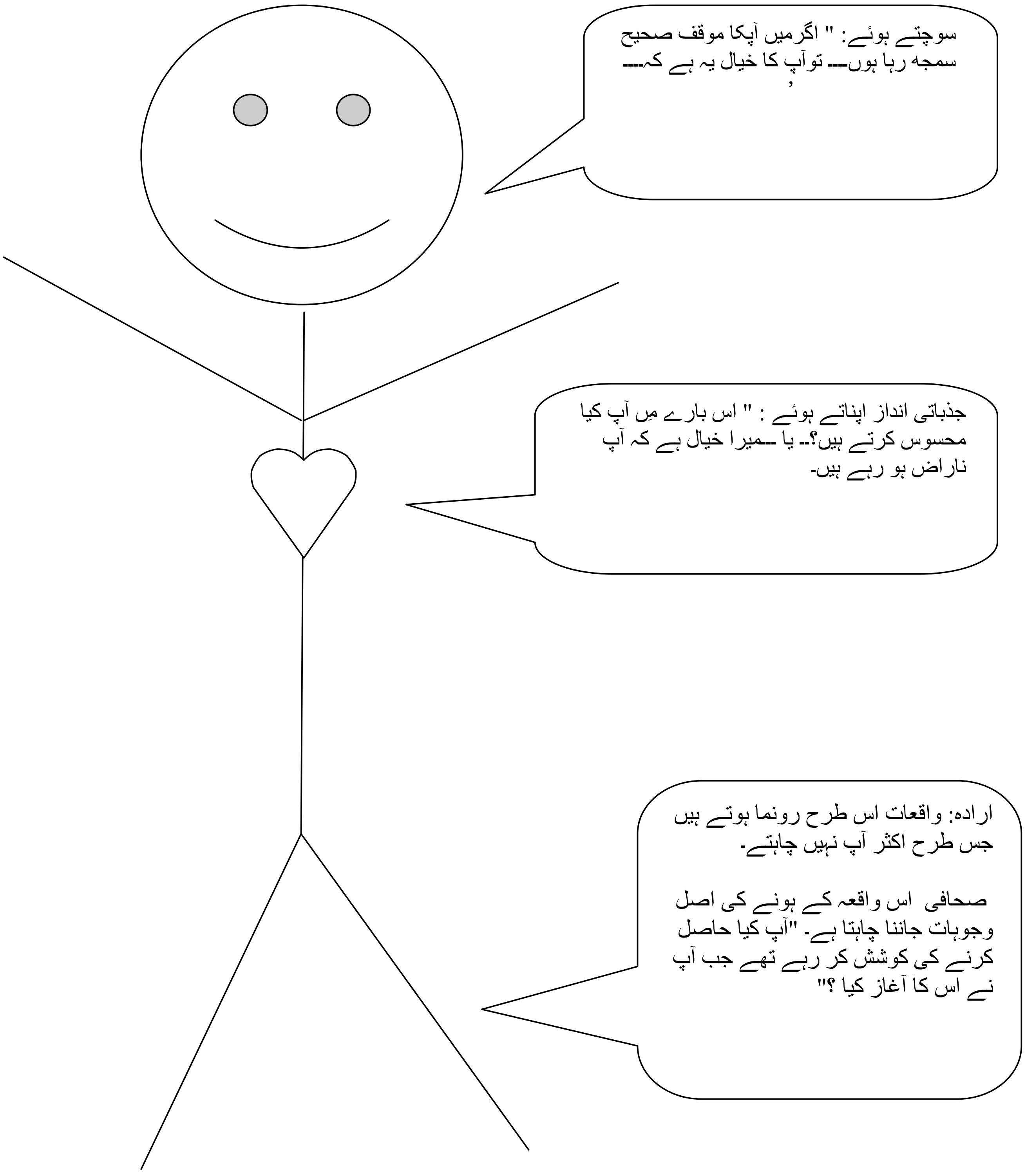

میڈیا ڈپلومیسی

سیاق و سباق:

درج بالا نکات کی روشنی میں میڈیا کا مقصد لوگوں کے رویے میں تبدیلی لانا بن جاتا ہے۔ میڈیا کے موثر کن کردار کا تعین رپورٹر یا صحافی کرتا ہے۔

میڈیا کی اس مقصدیت کا اظہار میڈیا کے سارے پراسس، مہمانوں کا انتخاب، آرٹیکل یا ٹالک شو کے فارمیٹ سے، بلکہ ہرپہلو سے ہونا چاہیے۔

نکات:

- کسی مسئلہ یا متنازع صورت حال کے نتائج کو تبدیل کرنے کے لیے میڈیا کو کیا مواقع حاصل ہیں؟
- کیا میڈیا کو یہ کردار ادا کرنا چاہیے؟
- کیا میڈیا اس کردار کی ادائیگی سے گریز کر سکتا ہے؟
- اس کردار کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں؟
- اگر آپ یہ رول ادا کرنا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے اس کردار کی ادائیگی کے لئے جو مثالیں اور تکنیکین پیش کی گئی ہیں وہ کس حد تک سود مند ہیں۔

الفاظ کی طاقت:

سیاق و سباق:

ہمارے الفاظ کا استعمال اس بات کا تعین کرتا ہے کہ ہمیں کس طرح سمجھا جاتا ہے اور سننے والوں پر ان کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔ انتہائی سادہ اور بے ضرر اظہار بھی کئی دفعہ غلط فہمیوں کو جنم دیتا ہے۔ میڈیا پروفیشنلز اس حقیقت سے آگاہ ہیں اور انکی ہر ممکن یہ کوشش ہوتی ہے کہ صاف اور کھرا بولیں۔

تاہم بعض اوقات الفاظ کاجان بوجھ کر غلط استعمال کیا جاتا ہے یا پھر ان الفاظ کے پیچھے کہنے والے کا اصل مقصد کچھ اور ہوتا ہے۔ ایسا اکثر ہوتا ہے جب الفاظ خصوصا نئی اصطلاحات کو مختلف فریق مختلف معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ بعض اصطلاحات تضحیک آمیز یا کسی خاص فریق کی طرف نسلی تعصب پر مبنی یا مبہم ہو سکتی ہیں یا پھرانکا نتیجہ اختلاف یا غلط وضاحت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

اس کی کئی مثالیں موجود ہیں، خاص طور پر جب مسلم مغرب تعلقات کے مسائل کی رپورٹنگ کی جاتی ہے۔

بحث:

- کیا میڈیا کی طرف سے استعمال کیے گئے الفاظ کسی مضمون یا نشریات کے تاثر پہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ کیسے؟
- آپ کے علاقے میں میڈیا میں عام طور پر کون سی متنازعہ اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں؟ (مثال کے طور پر دہشت گرد، شہید، اسلام پسند، اسلامی شدت پسند، اسلام فوبیا وغیرہ)
- مغربی یا غیر ملکی میڈیا کے بارے میں کیا خیال ہے؟
- کیا ان اصطلاحات کا کوئی متبادل موجود ہے؟

ہینڈ آوٹ:

ایک علاقے سے دوسرے علاقے اور ایک زبان سے دوسری زبان تک متنازعہ اصطلاحات کا مطلب مختلف ہوتا ہے۔ یہ ہینڈ آوٹ مسلم مغرب تعلقات کے حوالے سے مسلسل کثر ت سے غلط استعمال کی جانے والی اصطلاحات کی فہرست فراہم کرتا ہے۔

1601 Connecticut Ave NW, Suite 200
Washington, DC 20009-1035 USA
(+1) 202 265 4300 (+1) 202 232 6718 fax
search@sfcg.org www.sfcg.org

Search for Common Ground

Rue Belliard 205 bte 13
B-1040 Brussels, Belgium
(+32) 2 736 7262 (+32) 2 732 3033 fax
brussels@sfcg.be www.sfcg.org

مسلم مغربی مکالمےمیں انگریزی/اردو اصطلاحات

نوٹ: نیچے دی گئیں اصطلاحات کی فہرست اور ان کے ممکنہ متبادل، مکمل اور حتمی نہیں بلکہ سیاق و سباق کے اعتبار سے ان کے امکانات اور تناظر مختلف ہو سکتے ہیں۔

اصطلاح	**اسلامی دہشت گردی**
کیا مراد ہے؟	دہشت گردی پر مبنی وہ افعال جو بعض افراد اسلام کے نام پر انجام دیتے ہیں۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ دہشت گردی اسلامی بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی بعض اسلامی اصول یا اقداردہشت گردی کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں!
اثرات	اکثر مسلمان اس طرح کی اصطلاحات سن کر اپنی تضحیک محسوس کرتے ہیں اور اس غلط رویہ پر غصے کا اظہار کرتے ہیں۔ جن میں دہشت گردی کو اسلام سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ اس اصطلاح کے استعمال سے دہشت گردوں کی مدد ہوتی ہے جو دعوی کر تے ہیں کہ مغرب اسلام کو برائی کا ذریعہ سمجھتا ہے اور ایسا کہتا بھی ہے۔
متبادل	دہشت گردی۔ دہشت گرد۔ اسلام کے نام پر دہشت گردی، دہشت گردوں کا مسلمان ہونے کا دعوی، کسی ملک میں یا وہاں سے آنے والے دہشت گرد۔ تکفیری دہشت گردی۔ عربی میں تکفیر کا مطلب کسی کا کسی کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو اسلام کی روایات کے برعکس ہے۔ فائدہ: یہ اصل دھارے کے اسلام سے ایسے اعمال کو علیحدہ کر دیتا ہے۔ نقصانات: ایک غیر انگریزی لفظ کو انگریزی میں استعمال غلط ہو سکتا ہے اوراس سے غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے۔

اصطلاح	**اسلامو۔ فاشزم**
کیا مراد ہے؟	ایک استبدادی اور پر تشدد نظریہ یا حکومتی نظام جواسلام کی استبدادی تعبیر پر مبنی ہو۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	اسلام کو فاشزم سے ملانا مسلمانوں کی اکثریت کے لیے، جو اپنے مذہب سے محبت اور اس کا احترام کرتے ہیں اور اسے کسی استبدادی نظام سے وابستہ نہیں سمجھتے، بہت ہی غصے اور ناراضی کا سبب ہے۔
اثرات	اکثر مسلمان جب اپنے مذہب کے بارے میں اس طرح کی باتیں سنتے ہیں تو وہ طیش میں آ جاتے ہیں اور اپنی تذلیل محسوس کرتے ہیں یہ اصطلاح دہشت گردوں کی مدد کرتی ہے جیسا کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مغرب اسلام کو دہشت گردوں کے نظریات کے ساتھ جوڑتا ہے۔
متبادل	کسی فرقے کی مذہبی حکومت

اصطلاح	**جہاد۔ جہادی**
کیا مراد ہے؟	مغربی میڈیا میں اس لفظ کو تشدد کے عمل سے منسلک کیا جاتا ہے اور اس سے دہشت گردی مراد لی جاتی ہے۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	مسلمانوں کے لیے جہاد کا مطلب خدا کے قریب جانا اور اس کے راستے میں جدوجہد کرنا ہے۔ پس یہ ایک مثبت اورعدم تشدد پہ مبنی متقی مسلمان کاعمل ہے (جسے مجاہد کہا جاتا ہے)۔
اثرات	اس کی وجہ سے مسلمانوں میں غصے کی لہر دوڑتی ہے کیونکہ اس میں ایک عظیم مذہبی تصور کو تشدد اور دہشت گردی کے متواز ی قرار دے دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب دہشت گردوں کو مجاہد قرار دیا جاتا ہے تو اس سے ان کو اور تقوت ملتی ہے اور یہ ایسے خطاب کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو مغربی غیر مسلموں کو یہ تاثر دیتی ہے کہ اسلام اس طرح کے پرتشدد کاموں کی اجازت دیتا ہے۔
متبادل	دہشت گردی؛ اسلام کے نام پر دہشت گردی، انتہا پسند جو خود کو مسلمان کہتے ہیں؛
اصطلاح	**اسلامسٹ۔ اسلام ازم**
کیا مراد ہے؟	علمی حلقوں میں 'اسلامسٹ' کی اصطلاح سے مراد وہ مسلمان ہے جو چند اسلامی نظریات پہ مبنی ایک سیاسی نظام کا حامی ہوتا ہے یا پھر ان اداروں اور اصولوں کا ذکر اس اصطلاح کے ذریعے کیا جاتا ہے جو اس نظام کے تحت چل رہے ہوں۔ ان حلقوں میں یہ اصطلاح 'سیاسی اسلام' کا مطلب دیتی ہے جو کہ ایک غیر جانبدار انداز فکر کو ظاہر کرتی ہے۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	عام طور پر میڈیا میں یہ اصطلاح مسلمانوں کے بہت سے مختلف حلقوں کو، ان میں کسی فرق کی تمیز کیے بغیر استعمال کر لی جاتی ہے۔ ان میں وہ مسلمان بھی ہیں جو کسی تنازع اور تشدد کے بغیر چاہتے ہیں کہ ان کا نظام حکومت چند اسلامی اصولوں پر

	مبنی ہو، اسلامی سیاسی جماعتیں بھی ہیں جیسے ترکی میں جسٹس پارٹی یا مصر میں اخوان المسلمون، عسکری اسلامی سیاسی جماعتیں بھی شامل ہیں جیسے لبنان میں حزب اللہ یا فلسطین میں حماس، وہ گروہ بھی ہیں جو سیاسی انارکی اور عدم استحکام کے علاقوں میں مصروف ہیں اور مستقبل میں سیاسی جماعت کے طور پر سامنے آنا چاہتے ہیں جیسے طالبان، اور ان میں دہشت گرد گروپ بھی ہیں جیسے القاعدہ اور ان کی ذیلی شاخیں۔ ان تمام گروہوں کے درمیان بہت بنیادی فرق اور بڑے تضادات پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ ایسے ہیں جو اسلامی اصولوں اور اقدار کی بنیاد پر جمہوری ریاست کی وکالت کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں، یہ اصطلاح ان میں سے کسی بھی گروپ کو بیان کرنے کے لئے استعمال کر لی جاتی ہے: اسلام پسند، اسلامی ایکٹیوسٹ، انتہا پسند، ریڈیکل، بنیاد پرست، عسکریت پسند اور دہشت گرد۔ نوٹ: اسم صفت کے طور پر "اسلامسٹ" کا لفظ، جو انگریزی میں کچھ عرصے سے استعمال ہو رہا ہے، عربی میں موجود نہیں ہے، چنانچہ اس کا ترجمہ "اسلامی" کیا جاتا ہے۔
اثرات	مرکزی دھارے میں مسلمان اس اصطلاح کے منفی استعمال کو، خاص طور پر جب اسے انتہا پسند تحریکوں کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، غلط اور تضحیک آمیز خیال کرتے ہیں۔ اسلامی سیاسی گروہ بھی اس پہ ناراض رہتے ہیں جب اس اصطلاح کے ذریعے انہیں کسی درجے میں دہشت گردوں کے مساوی گردانا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح عام مسلمانوں کے لئے انتہا پسند عناصر سے اختلاف کرنا مشکل بنا دیتی ہے کیوں کہ یہ اصطلاح مذہب کے ساتھ اس قدر منسلک ہے کہ انہیں ڈر رہتا ہے کہ کسی مخصوص گروپ کی مخالفت کرتےان کی بات کہیں کفر کا کلمہ ثابت نہ ہو۔
متبادل	اسلامسٹ یا اسلام ازم کی اصطلاح تب ہی استعمال کی جائے جب اس سے مراد کوئی مخصوص حلقہ ہو۔ - گروہ کا نام جب بھی ممکن ہو ضرور لیا جائے۔ - اسلامی سیاستدان۔ اسلامی سیاسی ایکٹیوسٹ۔ - سیاسی اسلام کے معاونین یا پرچار کرنے والے۔ - سیاسی اسلام یا سیاسی طور پر استعمال کیا گیا اسلام۔ - جب مقصود وہ شخص نہ ہو جو اسلامی روایات کے مطابق ایک نظام کا حامی ہے تو مناسب نعم البدل استعمال کرنا چاہیے: اسلامی ایکٹیوسٹ، انتہا پسند، ریڈیکل، بنیاد پرست، عسکریت پسند اور دہشت گرد۔

اصطلاح	**اعتدال پسند مسلمان(ماڈریٹ مسلم)/ اسلام**
کیا مراد ہے؟	ایک ایسا مسلمان یا نسلام کی ایسی تعبیر جو اسلام میں انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف ہے؛ ایک ایسا مسلمان جو مغربی خارجہ پالیسی کی حمایت کرتا ہے؛ ایسا مسلمان جو با عمل نہیں، جسے نام کا مسلمان کہا جا سکتا ہے۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	مغرب کی بلا تمیز و تحقیق اصطلاحات کے استعمال سے یہ معنی سامنے آتے ہیں کہ اسلام ایک تنگ نظر اور تشدد پر مبنی مذہب ہے اور یہ کہ اکثر مسلمان انتہا پسند ، تنگ نظر، بنیاد پرست اور تشدد پسند ہیں۔ پس اس بات کی ضرورت ہے کہ ان اصطلاحات کے استعمال میں مناسب احتیاط برتی جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اسلامی تقوی کو تشدد سمجھا جائے گا۔ اور اسلام کو تشدد کی حمایت کرنے والا مذہب۔ پس اس اصطلاح سے یہ بات سامنے آئے گی کہ جس قدر کم اسلام پہ عمل کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ اسی طرح یہ رویہ اس امکان کی نفی کرتا ہے کہ اسلام میں اعتدال پسندی ممکن ہے اگرچہ ان کی ظاہری شکل انتہا پسندوں جیسی ہو سکتی ہے اور اسے بہت سے مسلمانوں کی حمایت بھی ہو سکتی ہے۔ نوٹ: لفظ "ماڈریٹ" متقی مسلمانوں کے لئے ہمیشہ منفی نہیں ہے کیوں کہ اسلامی روایت میں اعتدال پسندی کی اہمیت ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ اس لفظ کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر " مسلم معاشروں کی اعتدال پسند اکثریت" منفی معنی نہیں دیتا کیوں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ اسلام کی محدود شکل جو اس اکثریت کو اچھا بنا رہی ہے!!
اثرات	غصہ: 'محض مسلمان ہونے میں کیا برائی ہے؟' اسلام کو اپنا آپ درست ثابت کرنے کے لیے کسی ضامن کی ضرورت کیوں ہے؟ اس سے یہ مطلب سامنے آتا ہے کہ جو مسلمان "اعتدال پسند" ہونے کی بجائے اپنے دین کو سنجیدگی سے لیتا ہے وہ انتہا پسندی کی طرف مائل ہے!!
متبادل	- عام مسلمان۔ اسلام - کسی گروہ یا فرد کا نام - مسلمان معاشرے میں اعتدال پسند اکثریت

اصطلاح	سیکولرزم۔ سیکولر معاشرہ
کیا مراد ہے؟	ایک ایسا سیاسی نظام جس میں مذہب ریاست کے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرتا۔ جس میں مذہب اور سیاست باقاعدہ علیحدہ ہوتے ہیں، ہاں البتہ مذہبی آزادی کی گارنٹی ہوتی ہے اور حفاظت کی جاتی ہے۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	یہ ایک پیچیدہ اصطلاح ہے ۔ کیونکہ لغوی معنی کے حساب سے یہ مذہب کا سرے سے انکار ہے۔ لہٰذا اسے عربی اور دیگر مسلمانوں کی بولی جانے والوں زبانوں میں ماورائے مذہب یا لامذہب کہا جاتا ہے اس سے تضاد پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے خیالات کے بارے میں مطالعات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اکثر مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ قانون سازی کا منبع اسلامی اصولوں کی بنیاد پر ہو۔ لادینیت یا سیکولرائزیشن کی اصطلاح عام طور پر ایسی کوشش کو سمجھا جاتا ہے، جو مسلمان معاشروں کی تشکیل مغربی انداز میں کرنا چاہے۔ نوٹ: عملی طور پر مغربی سیکولر ریاستیں مذہب یا مذہبی اقدار کو ختم کرنے کے خلاف ہیں۔ وہ تکثیریت اور مذہبی آزادی کے حق میں ہیں اور اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ در حقیقیت بہت سے مغربی آئین عیسائیت کی اقدار پر مبنی ہیں اور بہت سے سیاسی رہنما کھلم کھلا اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہیں۔ سیکولرزم کا فرانسیسی تصور پبلک اور پرائیویٹ میں گہری تقسیم کا قائل ہےاور سیاست اور مذہب میں ایک دوسرے کی مداخلت کا مخالف ہے (اس کی واضع مثالیں فرانس اور ترکی ہیں)۔ اس طرح کے سیکولرزم کو زیادہ سخت جانا جاتا ہے۔ ترکی اور فرانس میں سیکولرزم کی رو سے مذہب کو ذاتی زندگی تک محدود کر دیا گیا ہے۔
اثرات	اکثر مسلمان، جو مذہبی ہیں، اس طرح کے سیاسی نظام کی مکمل مخالفت کرتے ہیں اور سیاست میں مذہب کے کردار پر یقین رکھتے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کے اندر پہلے سے موجود ان خیالات کو مزید تقویت ملتی ہے کہ مغرب انکے مذہبی اقدار کا خیال نہیں کرتا۔
متبادل	مذہبی تکثیریت/ تکثیری معاشرہ (ایک ایسا نظام جس میں مختلف طرح کی ثقافتیں ہوں)۔ کثیر ثقافتی/ کثیر ثقافتی نظام۔

اصطلاح	آزاد جمہوریت / لبرل ڈیموکریسی
کیا مراد ہے؟	یہ ایک ایسے نظام کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں لوگوں کے حقوق آئینی طور پر محفوظ ہوتے ہیں اورجس میں لوگوں کو رائے دہی کا حق ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ نظام ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور ایک دوسرے کے عقائد کے احترام پر یقین رکھتا ہے۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	یہ بات اکثر واضح نہیں ہو پاتی کہ "آزاد/لبرل" کی اصطلاح سیاسی اقدار کی طرف اشارہ کرتی ہے یا مغربی سماجی اقدار کی طرف۔ جب تک ان دونوں کو الگ الگ نہ کیا جائے مغرب سے باہر اس اصطلاح سے مغربی اقدار ہی مراد لی جاتیں ہیں۔
اثرات	بہت سے مسلمان اسے اپنے معاشرے پر مغربی اقدار لاگو کرنے کی کوشش سمجھتے ہیں۔ اس سے تضادات جنم لیتے ہیں۔ کیونکہ اس سے مسلمان اس خوف میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ انکے اپنے نظام کی بجائے مغربی جمہوریت ان پر مسلط کی جا رہی ہے اور ان کے اپنے نظام کو ان کی اپنی اقدار کے تحت پنپنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔
متبادل	جمہوریت

اصطلاح	فتوی
کیا مراد ہے؟	کسی مفتی یا اسلامی ماہر قانون کی طرف سے جاری کردہ کسی خاص مسئلے پر اسلامی رائے یا موقف۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	فتوی قانونی لحاظ سے حرف آخر نہیں ہوتا۔ مگر مغرب میں اسے ایسے مذہبی حکم کے طور پر سمجھا جاتا ہے جس سے رو گردانی نہیں کی جا سکتی۔ مغرب کا یہ خیال سلمان رشدی کے خلاف 1980 میں موت کے فتوی کے بعد سامنے آیا۔ بس ایک عام تاثر یہ ہے کہ فتوی صرف موت کی سزا ہے۔ جس سے اسلام کے بارے میں یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ یہ ایک تشدد پسند مذہب ہے جس میں ضروری پراسس یا انسانی زندگی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ بہت سے فتوے ایسے بھی سامنے آئے ہیں جو نا اہل لوگوں کی طرف سے میڈیا پر فتوے کے طور پر جاری ہوئے ہیں۔ اس طرح کی نشریات سے ان فتووں کو ایک قانونی حیثیت ملنے کا تاثر ملتا ہے جو کہ درحقیقت ان کو حاصل نہیں۔
اثرات	اس سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ مسلمان ممالک کی قانون سازی مذہبی رہنماؤں کے ہاتھوں میں ہے۔ اگرچہ کبھی کبھار ایسا ہوجاتا ہے مگر ایسا بہت کم ہے۔ تاہم اگر کسی غیر قانونی بات کو فتوی کا رنگ دیا جائے تو لوگ ایسا کرنے والے کو مفتی یا قانون دان سمجھتے ہیں۔
متبادل	مفتی یا قانون دان کی طرف سے ایسے رائے کا اظہار جن پر عمل لازم نہ ہو۔ اسلامی قوانین کا وہ پہلو جن پر عمل لازم نہ ہو۔

اصطلاح	شریعہ
کیا مراد ہے؟	اسلامی اصولوں کے مطابق انفرادی اور اجتماعی کردار کا نظام ۔

یہ مسئلہ کیوں ہے؟	خاص طور پر مغرب میں اکثر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شریعہ ایک ایسے پرانے نظام قانون کو کہتے ہیں جس میں چوروں کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں اور زانی کو سنگ سار کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی حیثیت پتھر پر لکیر کی سی ہے جسکی نہ تو تشریح کی جا سکتی ہے اور نہ انفرادی طور پر وضاحت کی جا سکتی ہے۔ حتی کہ عالمی انسانی حقوق کے بھی خلاف ہے۔ درحقیق شریعہ ایک ضابطہ عمل ہے جس سے اسلامی قوانین اخذ کیے جاتے ہیں۔ درحقیقت یہ یہودیوں کے قانون "حلاقہ" یا کیتھولک کینن لاء کی طرح ہے۔ مختلف اسلامی فقہی مکاتب فکر شریعت کی اپنے انداز میں تعبیر کرتے ہیں۔
اثرات	کئی مسلمان شریعہ کو غیر مساوی نظام کہنے سے مشتعل ہو جاتے ہیں۔
متبادل	اسلامی قواعد/اصول

اصطلاح	**اللہ**
کیا مراد ہے؟	جس کی مسلمان عبادت کرتے ہیں۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	یہ اصطلاح مسلمانوں کے معبود کے لیے مخصوص ہے جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ عربی لفظ "خدا" کی نسبت ایک اجنبی چیز ہے اس سے یہ غلط تاثر ملتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا، عیسائیوں اور یہودیوں کے خدا سے مختلف ہے۔ یہ بات نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ عیسائی اور یہودی عرب بھی خدا کے لیے اللہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔
تاثر	اس سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تقسیم اور اختلاف پیدا ہو تا ہے کہ جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ ہم سے مختلف ہیں یہ کسی "اللہ"کی عبادت کرتے ہیں۔
متبادل	خدا

اصطلاح	**امریکی مسلمان**
کیا مراد ہے؟	امریکی شہریت کے حامل یا امریکہ میں مقیم مسلمان
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	قومیت کی بجائے مذہب کی بنیاد پر لوگوں کی پہچان۔ جو کہ قومی ریاست (نیشن سٹیٹ) اور امریکی اقدار کے تصور سے متصادم ہے۔
اثرات	اس بات کا اظہار ہے کہ امریکہ میں بسنے والے مسلمان اپنے آپ کو دوسرے علاقے یا ملک میں بسنے والوں کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ یہ فرق خصوصا امریکی نژاد مسلمانوں کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ مثا ل کے طور پر افریقی امریکی۔ نوٹ: مختلف علاقوں کے مسلمانوں کے درمیان جب موازنہ کیا جائے تو یہ ایک مسئلہ نہیں ہے مثلا برطانوی مسلمان بمقابلہ امریکی مسلمان۔ یہ ایک جائز اور بے ضرر اصطلاح ہے۔
متبادل	مسلمان امریکی۔ (جیسے افریقی امریکی، چینی امریکی، عرب امریکی یا مقامی امریکی وغیرہ)

اصطلاح	**دہشت گردی کے خلاف جنگ**
کیا مراد ہے؟	مغرب امریکہ کی سربراہی میں عسکری اور خفیہ اداروں کی طرف سے ان عسکریت پسندوں اور دہشت گردوں کی کاروائیوں کو روکنے ، انکو گرفتا ر اور ختم کرنے کی تحریک جو کہ مغرب اور مغربی مفادات پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔
یہ مسئلہ کیوں ہے؟	چونکہ وہ تمام افراد، گروہ یا ملک جن کے خلاف اس جنگ کا آغا ز کیا گیا ہے ، مسلمان ہیں اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ جنگ اسلام کے خلاف ہے۔ یہاں یہ اہم سوال بھی اٹھتا ہے کہ وہ افراد یا دہشت گروہ جو مسلمان نہیں ہیں انکے خلاف یہ جنگ کیوں نہیں کی جا رہی۔ یہ بات بھی واضح نہیں ہے کہ اس جنگ میں دشمن کون ہے اور فتح کا معیار کیا ہے اور اس کی شکل کیا ہو گی۔ نتیجتا عسکریت پسندوں کو مغرب اور دوسرے اہداف کے خلاف پر تشدد کاروائیوں کا حوصلہ ملتا ہے۔
اثرات	بہت سے مسلمان مغرب اور خاص طور پر امریکہ کی پالیسیوں کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور انکی بد اعتمادی کی کیفیت بڑھ جاتی ہے جب ان کو اپنا دفاع غیر دہشت گرد کے طور پر کرنا پڑتا ہے۔ یہ اس تصور کو تقویت دیتا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو ہمارے خلاف ہیں۔
متبادل	القاعدہ کے خلاف تحریک یا اقدام تشدد مخلاف اقدامات۔

تقابلی اصطلاحیں

اصطلاح	مسلمان (اسم/صفت)	اسلامی (صفت)
تعریف	اسلام کا ایک پیروکار، یا اسلام کے پیروکاروں کی ایک خصوصیت (جیسے یہودی یا مسیحی)	مذہب یا اس کے اداروں کے بارے میں۔
مثال	ایک مسلمان ملک وہ ہے جہاں کے	ایک اسلامی ملک وہ ہے جس کا سیاسی

	شہریوں کی اکثریت مذہب اسلام کی پیروی کرتی ہے۔	نظام اسلامی قوانین پر مبنی ہے۔
اہمیت	اس فرق کو سمجھنے سے منفی اعمال و خیا لات کو اسلام کے ساتھ جوڑنے سے بچا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان غلطی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام غلط ہے۔	

اصطلاح	ہیڈ سکارف	پردہ (Veil)
تعریف	اکثر مسلمان خواتین اپنے بالوں کو ڈھانپنے کے لئے ہیڈ سکارف استعمال کرتی ہیں۔ اور ایسے کپڑے پہنتی ہیں جن سے بدن نظر نہ آئے۔	کچھ مسلمان خواتین پردے سے چہرہ ڈھانپتی ہیں۔ اور ایسے کپڑے پہنتی ہیں جن سے بدن نظر نہ آئے۔
متبادل نام	حجاب	نقاب
اہمیت	عام طور پر پردے کو تفرقات مٹانے کی کوششوں میں رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔ نوٹ: ان میں سے کوئی کپڑا سیاسی نقطہ نظر کا اظہار نہیں کرتا۔	

تبصرے اور تجاویز کے لئے رابطہ کریں: لینا العلی، ای میل:
lel-ali@sfcg.org
تیار کردہ: تعمیری اور فعال مسلم مغربی تعلقات کے لئے "انسانیت میں شریک کار"

کامن گراؤنڈ مآخذ

سیاق و سباق:

1982 میں اپنے قیام کے بعد سے سرچ فار کامن گراؤنڈ نے مسلسل کوشش کی ہے کہ تشدد کے مقابلے میں نزاعی انداز کے بجائے تعمیری اور مثبت انداز کو فروغ دیا جائے۔ 2001 ء میں ہم نے ہفتہ وار کامن گراؤنڈ نیوز سروس کا اجراء کیا جو عرب اسرائیل تنازعہ پر عربی، انگریزی اور عبرانی میں تعمیری مضامین دنیا بھر میں ایڈیٹروں اور ای میل سبسکرائبرز کو بھیجتی ہے۔

2003ء میں نئی ہفتہ وار "سی جی نیوز – انسانیت میں شریک کار" کا آغاز کیا گیا جوآج مسلم مغربی تعلقات کے موضوعات پر کامن گراؤنڈ مضامین عربی، انگریزی، فرانسیسی، انڈونیشی بہاسا اور اردو میں دنیا بھر کے ایڈیٹروں اور ای میل سبسکرائبرز کو ارسال کرتی ہے۔

یہ تمام ہفتہ وار اشاعتیں ہماری ویب سائٹ پر دستیاب ہیں اور متنّوع موضوعات پر مختلف خطّوں کے مصنفین کے مضامین قارئین تک پہنچاتی ہیں۔ ہماری ویب سائٹ پر مخصوص مصنّفین کے یا موضوعات پر مضامین بآسانی تلاش کئے جا سکتے ہیں۔ یہ مضامین ان میڈیا آوٹ لیٹس کے لئے اہم اور قابل قدر مآخذ ثابت ہو سکتے ہیں جو موزوں ترجمانوں/مصنّفین یا رپورٹنگ کے دلچسپ زاویوں کی تلاش میں ہیں۔

ہم میڈیا کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ اوریجنل آرٹیکل ہماری ویب سائٹ کے ذریعے ہمیں بھیجیں: www.commongroundnews.org

بحث:

جب بھی ممکن ہوا ہم آپ کی ورکشاپ میں شرکت سے خوشی محسوس کریں گے، اس موضوع پر مزید بات کریں گے اور سرچ فار کامن گراؤنڈ اور کامن گراؤنڈ نیوز کے بارے میں شرکاء کے سوالوں کے جوابات بھی دے سکیں گے۔

ہینڈ آوٹ:

ذیل میں ان مصنّفین کے لئے ایک گائیڈ پیش کی جا رہی ہے جو کامن گراؤنڈ نیوز سروس کے لئے لکھنا چاہتے ہیں۔ اس گائیڈ کے مخصوص حصّے ان صحافیوں کے لئے بھی مفید ہوں گے جو کامن گراؤنڈ سٹائل کے مضامین اپنے کام کے ایک حصّے کے طور پر تحریر کرنا چاہتے ہیں۔

کامن گراونڈ نیوز سروس گائیڈ برائے مصنفین

کامن گراونڈ نیوز سروس خبروں اور مضامین کی اشاعت کا ایک آزاد ذریعہ ہے جو تعمیری تناظر کو فروغ دینے اور مکالمے کی حوصلہ افزائی کے لئے تازہ اور مسائل کے حل پر مبنی مضامین شائع اور تقسیم کرتا ہے۔ ہم مشرق وسطی کے مسائل ، مغرب اور مسلم اقوام کے درمیان تعلقات پر مقامی اور بین الاقوامی ماہرین کے مضامین شائع بھی کرتے ہیں اور ان کی ترسیل بھی کرتے ہیں۔ یہ ترسیل غیر منافع بخش بنیاد پر پیش کی جارہی ہے۔ سرچ فار کامن گراونڈایک بین الاقوامی غیر سرکاری ادارہ (این جی او) ہے جس کے ہیڈ کوارٹر واشنگٹن ،اور برسلز میں ہیں۔ اس کا مشن ہےکہ مخالفت اور ٹکراو کے بجائے تعاون پر مبنی ایسے حل سوچے جائیں جن کے ذریعےتنازعات کے بارے میں دنیا کا انداز نظر بدل جائے۔

"سی جی نیوز" ہفت روزہ نیوز سروس ہے جو چھ زبانوں (عربی، انگریزی، فرانسیسی، عبرانی، انڈونیشی بہاسا اور اردو) میں شائع ہوتی ہے ۔ اشاعت کے بعد اِسے دنیا بھر کے سینکڑوں اشاعتی، صحافتی اداروں میں بھیجا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا بھر میں اس کے سبسکرائبرز کی تعداد 23,000 سے زیادہ ہے جن میں پالیسی ساز، مفکرین، سفارت کار، صحافی، سماجی کارکن، معلمین، اصحابِ علم اور طالب علم شامل ہیں۔ نیوزسروس کا آغاز 2001 میں ہوا تھا۔ یہ نیوز سروس لسانی، جغرافیائی اور سیاسی رکاوٹوں کو عبور کرتی ہوئی دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ کو مضامین ارسال کرتی ہے اور ان افراد کو فائدہ پہنچا رہی ہے جو دوسری صورت میں شائد ہی اس معلوماتی اور فکری تبادلے سے فائدہ اٹھا پاتے۔ دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ اس نیوز سروس سے ہمارے مضامین کو اپنے اخبارات اور میڈیا میں جگہ دیتے ہیں۔

سی جی نیوزمیں مضامین زیادہ تر اصل (اوریجنل) اورنئے ہوتے ہیں۔ تاہم دیگر متنّوع ذرائع (اخبارات، رسائل اور ویب سائٹس) سے منتخب اور موزوں مضامین بھی دوبارہ شائع کیے جاتے ہیں۔ ہمارے مضامین 10000 سے زیادہ مرتبہ 1000 سے زیادہ میڈیا آوٹ لیٹس میں دوبارہ شائع ہوچکے ہیں۔ ان میں دیگر کے علاوہ کرسچن سائنس مانیٹر (امریکہ)، دی واشنگٹن پوسٹ (امریکہ)، شکاگو ٹریبیون (امریکہ)، دی واشنگٹن ٹائمز (امریکہ)، الحیات (سعودی عرب)، یوکے)، عرب نیوز (سعودی عرب)، دی جکارتہ پوسٹ، دی گارڈین (یوکے)، برمنگھم پوسٹ (یوکے)، پاکستان لنک، القمر آن لائن (پاکستان)، ل اوریئنٹ لی جیور(لبنان)، دی ڈیلی سٹار (لبنان، مصر)، العرب آن لائن (یوکے)، الوسط (بحرین)، دی یمن ٹائمز، الجزیرہ آن لائن، دی جارڈن ٹائمز، الغد (اردن)، الاتحاد (ابوظہبی)، ہاریٹز (اسرائیل)، مان نیوز ایجنسی، امین (فلسطین)، سرابیا پوسٹ اور ہدایت اللہ ڈاٹ کام (انڈونیشیا) بھی شامل ہیں۔

سی جی نیوز کے ادارتی بورڈ میں مشرق وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، جنوبی ایشیا اور شمالی امریکہ کے افراد شامل ہیں۔ یہ لوگ اِن خطوں کے مسائل (مسلم اور مغربی، عرب اسرائیل تعلقات اوردیگر اہم معاملات) پر گہری سوجھ بوجھ رکھنے کے ساتھ ساتھ کامن گراونڈ کی نظری سمت سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔

سی جی نیوز کے دو ایڈیشن بیک وقت شائع ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک "کامن گراونڈ نیوز۔ مشرق وسطیٰ " ہے جس میں عرب اسرائیل تنازعے کے پس منظر میں پائیدار حل کی نشاندہی کرنے والے مضامین چھاپےجاتے ہیں۔ یہ ایڈیشن عربی، انگریزی اور عبرانی زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔ دوسرا ایڈیشن "کامن گراونڈ نیوز۔ انسانیت میں شریک کار" ہے جو مسلم مغربی تعلقات کے موضوعات پر انگریزی، عربی، فرانسیسی، انڈونیشین اور اُردو زبانوں میں شائع ہورہا ہے۔ درج ذیل معلومات ان دونوں ایڈیشنوں میں مضامین تحریر کرنے کے لئے گائیڈ لائنز فراہم کرتی ہیں تاہم اس میں زیادہ تر مثالیں موءخرالذکر سے دی گئی ہیں۔

"سی۔جی نیوز۔انسانیت میں شریک کار" کا مشن

آج، دنیا میں محض چند لوگوں کی مثالوں کے علاوہ مسلم اور مغربی دنیا (افراد، کمیونٹی اور قوموں) کے درمیان براہ راست مکالمے کا فقدان دیکھنے میں آرہا ہے ۔ تاہم ہمارے عالمی معاشرے میں، جہاں خبریں برق رفتاری سے سفر کرتی ہیں اور انتہا پسند عناصر جدید میڈیا سے زیادہ فائدہ اٹھاتے نظر آتے ہیں، دنیا میں پائیدار امن، تنازعات کے تصفیے اور عالمی سلامتی کے لئے کام کرنے والے افراد اور تنظیمیں (جیسے سرچ فار کامن گراونڈ) میڈیا کو امن کے فروغ کے لیے اہم اور موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہی ہیں ۔
"سی جی نیوز۔ انسانیت میں شریک کار" کا مقصد اعلیٰ درجے کے اُن مضامین کو وسیع پیمانے پر متعارف کروانا ہے جن میں موجود تعمیری خیالات مسلم اور مغربی دنیا کے درمیان تیزی سے بڑھتی ہوئی عدم اعتماد کی خلیج کو پُر کرنے میں مدد گار ثابت ہوسکیں۔ مسائل کے فکر انگیز تجزیے کی ممکنہ حد تک وسیع اشاعت کے ذریعے اس اقدام کا مقصد مسلم مغربی تعلقات کے بارے میں مرکزی دھارے کے میڈیا کے قارئین کی سوچ میں بنیادی تبدیلی پیدا کرنا ہے۔

"سی جی نیوز۔ انسانیت میں شریک کار" کی نظری اساس اس بدیہی حقیقت پر ہے کہ ان مسائل, جو مسلم دنیا اور مغرب کے درمیان فاصلے پیدا کرتے ہیں، کے تعمیری اور مثبت حل تلاش کرنے کی صلاحیت اور اُن کا اطلاق، محض پالیسی سازوں اور بیوروکریٹس کا کام نہیں۔ بنیادی اور عوامی سطح کے منصوبہ جات اور تعاون کو فروغ دینے والی سرگرمیاں اور اقدامات دنیا بھر میں جاری ہیں لیکن عام طور پر مرکزی میڈیا اور

پالیسی سازوں تک ان کی رسائی نہیں ہوتی۔ ہماری نیوز سروس کے ہزاروں قارئین ہیں جن میں ایک ہزار سے زیادہ صحافتی اور ابلاغ عامہ کے ادارے بھی شامل ہیں۔

سی جی نیوز—مصنفین

ہر وہ شخص جو مسلم مغربی معاملات میں دلچسپی رکھتا ہے کامن گراونڈ نیوز کو اپنے مضامین، ہماری ویب سائٹ (www.commongroundnews.org) یا ای میل(cgnewspih@sfcg.org) کے توسط سےبھیج سکتا ہے۔ کامن گراونڈ نیوز کے لیے لکھنے والوں میں دانشور، مذہبی رہنما، لکھاری، پالیسی ساز، سول سوسائٹی کے کارکنان، مکالمے اور مصالحت کاری کے ماہرین، معیشت دان، فنکار اور موسیقار وغیرہ شامل ہیں۔

ہم نوجوان لکھاریوں کی بھی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، کیونکہ آج کا نوجوان کل کا رہنما ہے، کہ وہ اپنے مضامین نوجوانوں کے لئے مخصوص کالم "نوجون فکر" کے لیے بھیجیں۔ ہر ہفتے ہم ایک نوجوان کا مضمون منتخب کر کے شائع کرتے ہیں جس کی عمر 27 برس سے کم ہو۔

اسلوب (سٹائل) اور فارمیٹ

الفاظ کی حد: تمام مضامین کے لیے زیادہ سے زیادہ الفاظ کی حد 750 ہے۔ الفاظ کی یہ تعداد دنیا کے اہم صحافتی اداروں کی ضرورت کے مطابق ہے۔ اس سے آپ کے مضامین کی دوبارہ اشاعت میں بھی مدد ملتی ہے۔

زبان: اگرچہ ہم آپ کے مضامین عربی، انگریزی، فرانسیسی، انڈونیشین اور اُردو زبانوں میں بھی وصول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، تاہم جائزے اور ادارت کے تقاضوں کے پیش نظر ہم انگریزی زبان میں پیش کیے جانے والے مضامین کو ، جہاں ممکن ہو، ترجیح دیتے ہیں۔ ہم انگریزی زبان کے ہر مضمون کو بین الاقوامی ترسیل کے لئے برطانوی انگریزی کے قواعد کے مطابق ایڈٹ کرتے ہیں۔

اسلوب: چونکہ ہم آپ کے مضامین کو دنیا بھرمیں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ تمام مضامین میں صحافتی اندازو اسلوب اختیار کیاجائے تاکہ آپ کا مضمون مروجہ ابلاغی رجحانات سے ہم آہنگ ہوسکےاورآپ کے مضمون کو وہ لوگ بھی سمجھ پائیں جو ذہین ہیں مگر موضوع سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے۔ ہم اپنے مضمون نگاروں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ موضوع پر گہرائی سے غور کریں، مسئلے کی پیچیدگیوں کا حقیقت پسندی سے جائزہ لیں اور ایک با معنی مکالمے میں شریک ہوں۔ صحافتی مضمون مقالہ نہ بنے بلکہ رائے کا واضح اور مدلل اظہار ہو اور پیرا گراف مختصر ہوں

- **اصطلاحات:** تکنیکی اصطلاحات اور متروک الفاظ کے استعمال سے گریز کریں تاکہ دوسری زبانوں میں ترجمہ آسان ہو۔ اگر آپ کسی دوسری زبان کا لفظ استعمال کریں تو اِسے اٹالک میں لکھیں اور ان کی انگریزی زبان میں مختصر وضاحت کریں۔

- مسلم مغربی تعلقات کے موضوعات پراکثر اصطلاحات منفی معنوں میں استعمال کر لی جاتی ہیں۔ مثال کے طورپر جہادی اور اسلامسٹ کی اصطلاحات اپنے عقیدے کے لئے جدوجہد اور کسی مذہب کے سیاسی نظام میں رسمی کردار کے معنی میں ہی استعمال ہونی چاہئیں۔ تاہم انہیں اکثر غیرذمہ داری سے اور غلط طور پر دہشت گرد، عسکریت پسند اور بنیاد پرست کے مترادفات کے طورپر استعمال کر لیا جاتا ہے ۔

- ان اصطلاحات کے غلط استعمال اور غیر صحت مند تفہیم سے بچنے کے لیے سرچ فار کامن گراونڈ نے لکھاریوں کی سہولت کے لیے ایک اصطلاحاتی دستاویز مرتب کی ہے جس میں عام طورپر استعمال ہونے والی اشتعال انگیز اصطلاحات اور الفاظ کے مترادفات پیش کیے گیے ہیں۔ یہ دستاویز بھی آن لائن دستیاب ہے۔ دیکھیں:

(http://www.sfcg.org/documents/Muslim-Western_Terminology.pdf)

ہدایات:

ایک کامن گراونڈ آرٹیکل:

- تعاون اور بہتر تفہیم کے لئے، جہاں ممکن ہو، تعمیری اورحل پر مبنی تناظر ٹھوس اقدامات کی تجویز کے ساتھ پیش کرتا ہے۔
- مشترکہ زمین، مشترکہ مفادات اور اہداف تلاش کرتا ہے۔
- مکالمے اور تعاون کو فروغ دیتا ہے۔
- مسلم اور مغربی کلچرز کے مابین تعاون و تعامل کی مثبت مثالیں پیش کرتا ہے۔
- تعمیری خود احتسابی کا اظہار کرتا ہے۔
- قارئین میں رجائیت اور امید پیدا کرتا ہے کہ تنازعات کے پرامن حل ممکن ہیں۔
- افراد کے انسانیت بخش رویوں اور امید افزاء تجربات کو سامنے لاتا ہے۔
- مسلم اور مغربی کلچرز کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔

مثالیں:

- اُن افراد اور اداروں کے کام کو اجاگر کرنا جو قومی ، علاقائی اور بین الاقوامی سیاسی، سماجی اور مذہبی ماحول میں بہتری کے لیے مصروف عمل ہیں۔
- معلومات اور واقعات کی ایسی تفسیر جس سے مثبت، اعتدال پسند اور مبنی برعقل فکر فروغ پاسکے۔
- قارئین کو قیام امن کے لیے مخصوص امن پسند انہ لائحہ عمل سے متعارف کروانا۔
- قارئین کو یہ بار آور کرانا کہ "کامن گراونڈ" کم تر تبدیلی پر سمجھوتہ کرنے کانام نہیں بلکہ اعلی ترین نتائج کے حصول کے لیے ہے۔
- قارئین کو ایسے تعمیری مکالماتی منصوبوں کی کامیابیوں سے آگاہ کرنا جو بوجوہ منظر عام پر نہیں آسکے۔
- مسلم مغربی تعلقات میں بہتری لانے کے لیے قیام امن کے مسلم اور غیر مغربی ماڈلز کی تفہیم کا فروغ۔
- مقامی اور بین الاقوامی پالیسی ساز اداروں اور افراد کی حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ مصالحت پسندانہ پالیسیاں مرتب کریں۔
- انسانیت کی مشترکہ اساس اور باہمی تعاون و انحصار کی اہمیت اور ضروریات کو اجاگر کرنا۔

منفی، گھسی پٹی اور منافرت آمیز کہانیوں اورخیالات و افکار کو رد کرنے کے لیے نزاعی معاملات پرمصالحت کارانہ زاویہ نظر کی حامل معلومات کا تبادلہ تاکہ غلط فہمیوں سے بچا جائے۔

کاپی رائٹس اور اشاعت کی اجازت

ہر لکھاری اپنے تحریر کے مشمولات کا خود ذمہ دار قرار پاتا/ پاتی ہے اور اُس سے امید کی جاتی ہے کہ وہ دانشورانہ دیانتداری کا مظاہرہ کرے گا/کرے گی (سرقہ شدہ مضمون/مندرجات نہیں ہوں گے۔ مضمون مصدقہ حقائق پر مبنی ہوگا اور دُرست حوالہ جات فراہم کیے جائیں گے) ۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ ہمیں بھیجے گیے مضامین طبع زاد اورنئے (اوریجنل) ہوں گے جو اس سے قبل کہیں اور شائع نہ ہوئے ہوں۔
اگر آپ کا مضمون 'سی جی نیوز- انسانیت میں شریک کار' میں اشاعت کے لیے منتخب کر لیا جائے تو آپ کے پاس اِسے بعد ازاں کہیں بھی شائع کرانے کا حق ہو گا بشرطیکہ دوبارہ اشاعت میں مصنف اور کامن گراونڈ نیوز کا مکمل حوالہ دیا جائے۔

مضمون ارسال کرنے کا طریقہ کار

آپ اپنے مضامین ہماری ویب سائٹ www.commongroundnews.org یا پھر ای میل ایڈریس cgnewspih@sfcg.org. پر روانہ کر سکتے ہیں۔

نظرثانی کا طریقہء کار

اپنے طریقہ کار کو بہتر اور طویل المیعاد نتائج کو یقینی بنانے کے لیے 'سی جی نیوز- انسانیت میں شریک کار' کے سات مدیدران بیروت، جنیوا، اسلام آباد، جکارتہ، ٹورانٹو اور واشنگٹن میں موجود ہیں۔ افراد کی یہ ٹیم مسلم مغربی تعلقات اور متعلقہ مسائل کے بارے میں وسیع تجربہ اورعلم رکھتی ہے۔ یہ افراد ای میل کے ذریعے سی جی نیوز میں اشاعت کے لیے موصول ہونے والے مضامین پر رائے دیتے ہیں تاکہ ان کے معیار کو یقینی بنایا جاسکے۔

ہم مختلف پس منظر کے بہت سے لکھاریوں اور دانشوروں کے مضامین شائع کرتے ہیں اورہر ایک پر نظرثانی کے لیے مخصوص طریقہ کار پر عمل کیا جاتا ہے۔

لکھاریوں کی طرف سے موصولہ مضامین:

ایسے تمام آرٹیکل جو ہمیں اشاعت کے لئے موصول ہوتے ہیں، سی جی نیوز کے مدیران کی طرف سے نظرثانی اور تجزیے کے عمل سے گزرتے ہیں۔ ہم سی-جی نیوز کے کالم "نوجوان فکر" اور دیگر عمومی مضامین کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ نظر ثانی کا مرحلہ، مضمون کی زمانی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دو دن یا دوہفتے لے سکتا ہے۔

خود لکھوائے گئے مضامین:

1. سی جی نیوز میں سال بھر میں اشاعت کے لئے کئی بار کئی لکھاریوں سے ایک ہی موضوع پر مضامین کی سیریزبھی لکھوائی جاتی ہیں۔ اس صورت میں ہمارا ادارتی بورڈ دنیا بھر کے ماہرین سے مختلف

   موضوعات پر مضامین کی درخواست کرتا ہے ۔ ان مضامین کا موضوع عام طورپر سی جی نیوز کے ایڈیٹر منتخب کرتے ہیں۔

2. اس کے علاوہ سی جی نیوز کے لئے مخصوص لکھاریوں سے ایک منتخب موضوع پربھی مضامین طلب کئے جاتے ہیں، جس کا موضوع باہمی مشاورت سے یا ماہر خود منتخب کرتا ہے۔ ہمارے کالم "نوجوان فکر" کے مدیران نوجوان لکھاریوں سے خود رابطہ کرتے ہیں اور اُن کے موضوعات پر، جہاں ممکن ہوسکے، بھرپور معاونت کرتے ہیں۔

سی جی نیوز مدیران موصولہ مضمون پر فیڈ بیک فراہم کرتے ہیں اور جہاں ضروری ہو سی جی نیوز کی گائیڈ لائنز کی مطابقت سے اُن میں موزوں وضاحتیں/ اضافے تجویز کرتے ہیں۔ مضمون کی طوالت، نفس مضمون اور سلاست کے نقطہ نظرسے ایڈیٹنگ اس لیے کی جاتی ہے کہ مصنف اور ادارہ مشمولات کے سلسلے میں حتمی خیالات مرتب کرپائے۔ اشاعت سے قبل مصنفین سے نظر ثانی شدہ مضمون پر مکمل رائے اور منظوری حاصل کی جاتی ہے۔

مضامین کی اشاعت اور فروغ کا طریقہ کار

مضامین کی وسیع ترسیل اورزیادہ سے زیادہ قارئین تک رسائی کے لیے ہم تین طریقے اختیار کرتے ہیں:

1. **میڈیا کے کلائنٹ اوران کے کثیر اثرات:** اپنی آرٹیکلز کو دیگر تمام اشاعتوں (برقی اشاعتوں اور آن لائن میڈیا پورٹلز) کے لیے دستیاب رکھنے میں یہ امر کارفرما ہے کہ ہم ان کے قارئین تک بھی پہنچ سکیں جو دوسری کسی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم کسی آرٹیکل کی سو فی فیصد دوبارہ اشاعتوں کو جان سکیں، کیونکہ اکثر یہ مضامین دوبارہ شائع کرنے والے اس کی اطلاع نہیں دیتے اور نہ ہی سب اخبارات و جرائد انٹرنیٹ پر موجود ہیں تاہم ہماری تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہمارے مضامین کی دوبارہ اشاعت کی تعداد کافی زیادہ ہے۔

2. **مختلف زبانوں میں براہ راست سبسکرپشن:** ہماری اشاعتیں ای میل کے ذریعے دنیا بھر میں ہزاروں قارئین اور سینکڑوں صحافتی اور نشریاتی اداروں تک پہنچتی ہیں۔ ہمارے باقاعدہ قارئین میں سرکاری افسران، سفارتکار، ماہرین تعلیم اور دانشور، دفاعی کمیونٹی کے اراکین، صحافی، سول سوسائٹی کے ارکان اور دیگر لوگ شامل ہیں جو مسلم مغربی تعلقات کے حوالے سے موضوعات میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔

3. **انٹرنیٹ کے ذریعے رسائی: سی جی** نیوز کے تمام تازہ اور گزشتہ ایڈیشن ہماری ویب سائٹ www.commongroundnews.org. پر دستیاب ہیں۔ گزشتہ اشاعتوں کا آرکائیو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ کوئی مضمون تلاش کرنے میں دشواری نہ ہو اور اوریجنل میٹیریل کو نمایاں کر دیا جائے۔

سرچ فار کامن گراونڈ کا مختصر تعارف

سرچ فار کامن گراونڈ (www.sfcg.org) 1982 میں قائم ہوا ۔ اس کا مشن ہےکہ مخالفت اور ٹکراو کے بجائے تعاون پر مبنی ایسے حل سوچے جائیں جن کے ذریعےتنازعات کے بارے میں دنیا کا انداز نظر بدل جائے۔ ہم مقامی اداروں کے ساتھ مل کرکام کرتے ہیں تاکہ مخصوص ثقافتی پس منظر میں سیاسی اور سماجی کشمکش کا تعمیری حل تلاش کرنے کے لیے معاشرے کی استعدادِ کار میں اضافہ کیا جا سکے۔ یعنی اختلافات کو سمجھ کر مشترکات پر کام کرنا۔

اختتامیہ

سیاق و سباق:

ورکشاپ کے آخری سیشن میں یہ جائزہ لینے کا موقع ہوتا ہے کہ ورکشاپ کے دوران شرکاء نے کیا سیکھا؟ کون سے پہلو زیادہ مفید رہے اورکون سے نہیں؟ اور سب سے اہم یہ کہ آئندہ چند مرحلوں میں شرکاء اس فورم پر سیکھنے کے اس عمل کو مزید آگے بڑھا سکتے ہیں۔

بحث:

- بطور ٹیم/نیٹ ورک کام کرتے ہوئے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا مواقع موجود ہیں؟
- اگلے پانچ سالوں میں کیا ممکن ہے؟ (مستقبل کی تصویر کھینچیں)
- فی ا لوقت کیا کیا جا سکتا ہے۔
- اس ٹریننگ کے نتیجے میں شرکاء کے لئے کیا کچھ تبدیل ہوا ہے؟

انتظامی ضروریات (لاجسٹکس)

- بیس افراد کے لیے ایک کشادہ کمرہ، جس میں دائرے کی شکل میں لوگ بیٹھ سکیں اور بوقت ضرورت سہولت کے ساتہ چار سے پانچ افراد پر مشتمل گروپ بھی بنائے جا سکیں۔
- آڈیو وڈیو سہولتیں تاکہ وڈیو کلپس وغیرہ دکھائے جاسکیں اور کلیدی نکات نوٹ کئے جا سکیں (فلپ چارٹ/ اور لیپ ٹاپ ڈیجیٹل پروجیکٹر کے ساتہ)
- پریزینٹیشن کو موثر کرنے کے لیے سمعی اور بصری آلات کا استعمال انتہائی مفید ہو گا۔
- ہینڈ آوٹس، جن میں بنیادی نکات کا احاطہ کیا گیا ہو اور جہاں ضروری ہو مقامی زبان میں ترجمہ بھی ہوا ہو۔
- اگرچہ یہ لازمی نہیں مگر ایسے کیمروں کا استعمال جن کی مدد سے فرضی انٹرویوز، مشق کے طور پر ٹاک شوز وغیرہ کو ریکارڈ کر کےلیپ ٹاپس ، سپیکرز یا ٹیلیویژن کی مدد شرکاء کو سنایا/دکھایا جا سکے توانتہائی مفید ہو گا۔
- اگر تمام شرکاء انگریزی نہ سمجھتے ہوں تو کسی ماہر ترجمان کی خدمات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔